کیا نوح کی کشتی اور طوفان حقیقی تھے؟

از: کین حام اور ٹم لویٹ   مترجم: ندیم میسی

زیادہ تر مسیحی آج کے دور میں نوح کی کشتی اور طوفان کو ایک افسانوی داستان کے طور پر لیتے ہیں۔ کین حام اور ٹم لویٹ قدیم دُنیا پر خُدا کی عدالت کے خُدا کے کلام میں پائے جانے والے بیان کی حقانیت کا دفاع پیش کرتے ہیں۔

نسل انسانی کی تاریخ میں نوح کی کشتی کی کہانی سب سے زیادہ مشہور واقعات میں سے ایک ہے۔ بدقسمتی سے بائبل کے چند دیگر بیانات کی طرح اکثر اِس بیان کو بھی محض افسانوی داستان کے طور پر لیا جاتا ہے۔ اب بائبل چونکہ اِس کائنات کے متعلق تاریخ کی سچی کتاب ہے، پس ہم اِس کی روشنی میں نوح کی کشتی اور طوفان کے بارے میں سب سے زیادہ پوچھے جانے والے سوالات کا بڑے اختیار اور اعتماد کیساتھ جواب دے سکتے ہیں۔

نوح کی کشتی کتنی بڑی تھی؟

اور ایسا کرنا کہ کشتی کی لمبائی تین سَو ہاتھ۔ اُسکی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اُسکی اونچائی تیس ہاتھ ہو۔ (پیدائش 6 باب 15 آیت)

ایسے بہت سارے تصوراتی طور پر بنائے گئے خاکوں کے برعکس جنہیں ایک ضرورت سے زیادہ بڑے کشتی نما گھر کی طرز پر بنایا جاتا ہے (اور جن کے اوپری حصے میں زرافے لدے ہوئے نظر آتے ہیں) بائبل میں بیان کردہ کشتی دراصل ایک بڑے بحری جہاز جیسی تھی۔ 1800ء سے پہلے نوح کی کشتی سے بڑا کوئی بحری جہاز نہیں بنایا گیا تھا۔

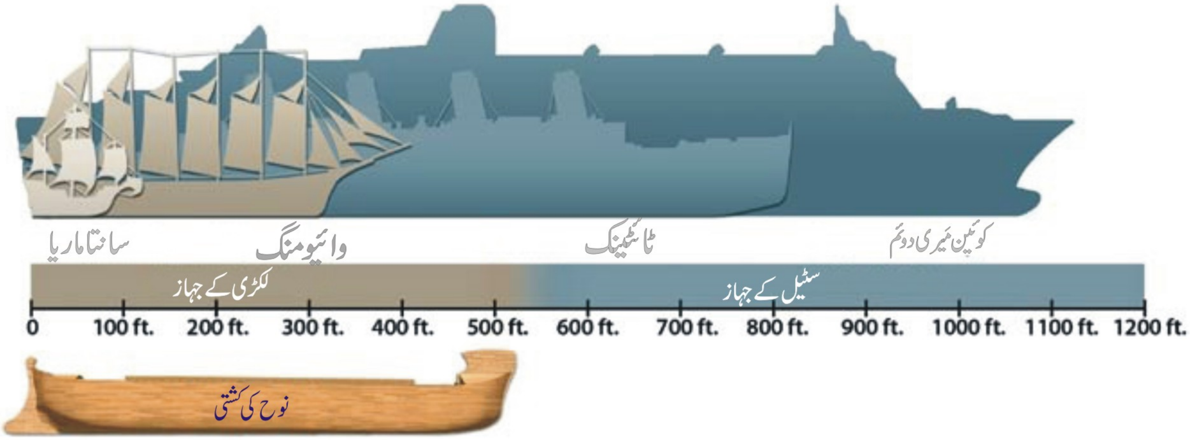

کشتی کی پیمائش یعنی طول وعرض دو وجوہات کی بناء پر قابل یقین ہے: اُس کشتی کی حجم کا تناسب موجودہ دور کے مال بردار بحری جہازوں جیسا ہی ہے اور وہ قریباً اُسی قدر بڑی تھی جتنا کہ لکڑی سے بننے والا ایک بحری جہاز ہوسکتا ہے۔ بائبل میں بیان کردہ پیمائش کا پیمانہ ''ہاتھ''، ہمیں اُسکے حجم یا قامت کا اچھا اندازہ لگانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے[1]۔ بائبل میں بیان کردہ ''ہاتھ'' کی پیمائش کی بدولت ہم یہ جان پائے ہیں کہ یہ کشتی کم ازکم 450 فٹ (137 میٹر) لمبی، 75 فٹ (23 میٹر) چوڑی اور 45 فٹ (14 میٹر) اونچی تھی۔ مغربی دُنیا میں لکڑی سے بننے والے جہاز کبھی بھی 330 فٹ (100 میٹر) سے لمبے نہیں ہوئے تھے جبکہ قدیم یونانی قریباً 2000 سال پہلے اتنے لمبے بحری جہاز بنایا کرتے تھے۔ چین کے لوگ 1400ء میں نوح کی کشتی کے سائز کے بحری جہاز بنایا کرتے تھے۔ بائبل میں بیان کردہ کشتی (بحری جہاز) دراصل ہر دور کے لکڑی سے بننے والے بحری جہازوں سے بڑا جہاز تھا—جو کہ آج کل کے دور کے ایک درمیانے درجے کے مال بردار بحری جہاز جتنا بڑا تھا۔

نوح اتنی بڑی کشتی کیونکر بنا سکتا تھا؟

بائبل ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ نوح اور اُس کے بیٹوں نے وہ کشتی خود بنائی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کام کے لئے نوح نے تجربہ کار مزدوروں کی خدمات حاصل کی ہوں، یا پھر اُس نے متوسلح اور لمک جیسے اپنے رشتے داروں سے کشتی کی تعمیر کے لئے مدد حاصل کی ہو۔ بہرحال کوئی بھی ایسی بات نہیں جو اس طرف اشارہ کرتی ہو کہ وہ دیئے گئے وقت میں کشتی بنانے کے قابل نہ ہوں یا پھر اُنہوں نے خود کشتی نہ بنائی ہو۔ نوح کے دور کے آدمیوں کی جسمانی قوت اور ذہنی استعداد کم ازکم اتنی ہی تھی جتنی کہ ہمارے آج کل کے دور کے لوگوں کی ہے (بلکہ خیال کیا جاتا ہے کہ اُس دور میں یہ دونوں چیزیں آج کے دور سے بہتر تھیں)[2]۔ اُن کے پاس عمارتی لکڑی اُگانے، کاٹنے، اُسکو خاص شکل وصورت میں ڈھالنے اور کشتی کی بناوٹ کے حساب سے بڑے تختوں اور بڑے ستونوں کو کھڑا کرنے کے یقیناً اُتنے ہی موثر ذرائع موجود تھے جن کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر 12 ہفتوں میں ایک یا دو شخص ایک مکان کھڑا کر سکتے ہیں تو پھر تین یا چار لوگ چند سالوں کے اندر کیا کچھ نہیں کر سکتے؟ بائبل میں ہم دیکھتے ہیں کہ آدم کی اولاد میں سے لوگ موسیقی کے پیچیدہ آلات، دھاتی ہتھیار بنانے کیساتھ ساتھ شہر تعمیر کر رہے تھے—اِس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کے اوزار، مشینیں اور صنعت گری قدیم اور فرسودہ نہیں تھی۔

تاریخ نے ہم پر ظاہر کیا ہے کہ ٹیکنالوجی یعنی صنعت وحرفت کے علوم وفنون کھو سکتے ہیں۔ مصر، چین اور براعظم امریکہ میں پہلے ہوگزرنے والے قدیم سلاطین نے زیادہ اثر انگیز عمارات تعمیر کیں، یا یوں کہہ لیں کہ اُن کے پاس زیادہ عمدہ فنون یا بہتر سائنس موجود تھی۔ آج کے دور کی بہت ساری نام نہاد ایجادات دراصل ایجادِ مکرر ہیں جیسے کہ کنکریٹ (ریت، بجری، سیمنٹ اور پانی پر مشتمل تعمیراتی مواد) جسے رومی استعمال کیا کرتے تھے۔

حتیٰ کہ طوفان کی بدولت حافظے کے ممکنہ نقصان کی وضاحت کرتے ہوئے، طوفان کے بعد کی ابتدائی تہذیبیں اُس طرح کی تمام انجینئرنگ کے متعلق معلومات کی نمائش کرتی ہیں جو نوح کی کشتی بنانے جیسے کام کے لئے کافی اور قدرے موزوں تھیں۔ طوفان کے کچھ صدیاں بعد ہم مصریوں کو سنگلاخ پتھروں کو کاٹتے اور اُن میں سوراخ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور نوح کے دور کے لوگ اُس سے چند صدیاں پہلے یقیناً لکڑیوں کو کاٹنے اور اُن میں سوراخ کرنے کے قابل ضرور ہونگے، اور مصریوں کو دیکھتے ہوئے ایسا اندازہ لگانا بالکل مناسب بات ہے۔ یہ تصور کہ قدیم تہذیبیں عقل اور فنون وعلوم میں بھی پیچھے تھیں دراصل ارتقائی تصور ہے۔

درحقیقت جب خُدا نے آدم کو تخلیق کیا تو وہ کامل تھا۔ آج انسانی عقل گناہ کے اثر کی بدولت 6000 سال تک تنزلی کی مصیبت جھیل چکی ہے۔ گزشتہ چند صدیوں کے دوران ٹیکنالوجی کا ایک دم سے آنے والا عروج قطعاً اِس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ انسانوں میں حکمت بڑھ رہی ہے۔ یہ تصورات ونظریات کی تشہیر ونشریات کا امتزاج اور چند خاص ایجادات کے پھیل جانے کا سبب ہے جو مزید تحقیق اور نئی چیزوں کی تیاری کے لئے مددگار اوزار یا ہتھیار ثابت ہوا۔ اِن اہم ترین مددگار اوزاروں میں سے ایک کمپیوٹر بھی ہے جس نے ہماری ذہنی کارکردگی اور نظم وضبط کے زوال کی بڑے پیمانے پر تلافی کی ہے کیونکہ اب یہ ہماری اِس بات میں مدد کرتا ہے کہ ہم بہت بڑے پیمانے پر معلومات کو اکٹھا کر کے اِس میں جمع کر سکتے ہیں جو پہلے کبھی اس طرح سے ممکن نہیں تھا۔

نوح نے اتنے سارے جانور کیونکر اکٹھے کئے ہونگے؟

اور پرندوں کی ہرقسم میں سے اور چرندوں کی ہرقسم میں سے اور زمین پر رینگنے والوں کی ہرقسم میں سے دو دو تیرے پاس آئیں تا کہ وہ جیتے بچیں۔ (پیدائش 6 باب 20 آیت)

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ جانوروں کا اکٹھا کر کے کشتی میں سوار کروانے کے لئے نوح کو جانوروں کا مختلف دور دراز کے علاقوں سے ڈھونڈ کر لانے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ طوفان سے قبل اِس دُنیا کا نقشہ مکمل طور پر مختلف تھا، اور پیدائش 1 کی بنیاد پر یقیناً اُس وقت صرف ایک ہی براعظم تھا۔ جانور نوح کی کشتی کے پاس ایسے ہی چلے آئے جیسے وہ اپنے گھر لوٹنے کی جبلت کی وجہ سے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں (اور یہ رویہ یا جبلت ایک بہت اہم چیز ہے جسے اِن جانوروں کے خالق نے اُن میں تخلیق کیا ہے)، پس وہ خود ہی کشتی میں سوار ہونے کے لئے آ گئے۔

اگر چہ یہ ایک مافوق الفطرت واقعہ تھا (جسے ہم فطرت کے بارے میں اپنی سمجھ بوجھ کی بناء پر نہیں بیان کر سکتے)، آپ اس کا موازنہ جانوروں کے ہجرتی رویوں سے کر سکتے ہیں جنہیں ہم آج کل اپنے اردگرد دیکھتے ہیں۔ ہم خُدا کی تخلیق میں جانوروں کے حیرت انگیز رویوں کی نمائش کو سمجھنے سے بہت بڑی حد تک قاصر ہیں جیسے کہ کینیڈا کے راج ہنسوں اور دیگر پرندوں کی ہجرت، حاکم تتلیوں کی حیرت انگیز پروازیں، وہیل اور دیگر مچھلیوں کا سالانہ مخصوص سفر، موسم سرما میں لمبے عرصے تک کے لئے سو جانے کی جبلت، زلزلے کے متعلق حساسیت اور بےشمار دیگر قابلیتیں جو خُدا کے تخلیق کردہ عالم حیوانیات میں پائی جاتی ہیں۔

کیا کشتی پر ڈائنوسار بھی سوار تھے؟

خُدا کی تخلیق کی کہانی (جو ہمیں پیدائش 1 اور 2 ابواب میں بتائی گئی ہے) بیان کرتی ہے کہ زمین پر کے سب جاندار تخلیقی ہفتے کے چھٹے دن تخلیق کئے گئے۔ اور یہ وہی دن تھا جس دن خُدا نے آدم اور حوا کو بھی تخلیق کیا تھا۔ پس اِس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ڈائنوسار بھی (جو کہ زمین پر کے جاندار تھے) اُسی دن انسان کے ساتھ ہی تخلیق کئے گئے تھے۔

اور یہ بھی کہ زمین پر کے جانداروں میں سے بھی ہر ایک کے دو دو (چند ایک کے سات سات) جوڑے کشتی پر سوار ہوئے تھے۔ بائبل کے بیان سے کہیں پر بھی اِس بات کی طرف اشارہ نہیں ملتا کہ نوح کے طوفان سے پہلے جانداروں کی کوئی بھی نسل ناپید ہو گئی ہو۔ اِس کے علاوہ ایوب کی کتاب 40 باب میں بہیموتھ نامی ایک جانور کا بیان ملتا ہے (جو طوفان نوح کے بعد ایوب کے دور تک موجود تھا)۔ اُسکی شکل وشباہت پورے طور پر سائیروپوڈ نامی ایک ڈائنوسار سے ہی ملتی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ بہیموتھ کے اجداد یقیناً نوح کی کشتی پر سوار ہوئے ہونگے۔[3]

ہمیں ایسے بھی بہت سارے ڈائنوسار ملے ہیں جو طوفانِ نوح کی بدولت رسوبی چٹانوں میں پھنس کر فوسلوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ تاریخ میں بڑے پیمانے پر لوگوں کے ڈریگن کیساتھ مقابلوں یا مڈبھیڑ کی داستانیں بھی اِس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ کئی ایک ڈائنوسار طوفانِ نوح سے بچنے کے بعد کافی مدت تک زندہ رہے ہونگے۔ اور وہ صرف نوح کی کشتی پر سوار ہونے کی بدولت ہی بچ سکتے تھے۔ زمین پر کے دیوہیکل جانداروں کے کمسن بچے اُن کے جسمانی حجم کا مسئلہ بھی حل کر دیتے ہیں، اور اُن کے کم عمر ہونے کی بدولت طوفان کے بعد اُن کے پاس جینے اور افزائش نسل کے لئے لمبی عمر بھی موجود تھی۔ پھر بھی زیادہ تر ڈائنوسار دیوقامت قطعاً نہیں تھے ___ اُن میں سے کچھ تو مرغی کے سائز کے تھے (البتہ اُن کا تعلق کسی بھی طرح سے پرندوں کیساتھ نہیں تھا، جیسا کہ آجکل کے دور کے بہت سارے ارتقاء پرست کہہ رہے ہیں)۔ زیادہ تر سائنسدان اِس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ڈائنوساروں کا عمومی جسمانی حجم ایک بھیڑ یا پھر ارنا بھینس سے جتنا ہے۔

تاریخ میں بڑے پیمانے پر لوگوں کے ڈریگن کیساتھ مقابلوں یا مڈبھیڑ کی داستانیں بھی اِس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ کئی ایک ڈائنوسار طوفانِ نوح سے بچنے کے بعد کافی مدت تک زندہ رہے ہونگے۔

مثال کے طور پر، خُدا غالباً نوح کے پاس دو بڑے بالغ سائیروپوڈ نامی ڈائنوساروں کی بجائے دو چھوٹے سائیروپوڈ (اپیٹوسارز) لایا ہوگا۔ اور ایسا ہی دیگر جانوروں جیسے کہ ہاتھی، زرافے اور اُن تمام جانوروں کے حوالے سے ہوا ہوگا جو بڑے ہو کر بہت بڑی جسمامت کے ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں، نوح کی اُس کشتی میں بڑی جسمامت کے مکمل طور پر بالغ جانوروں کے لئے بھی کافی جگہ موجود تھی۔
جہاں تک ڈائنوساروں کی بہت ساری مختلف نسلوں کا تعلق ہے تو اِس بات کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر چہ اِس وقت ڈائنوساروں کی سینکڑوں مختلف نسلوں کو دریافت کیا جا چکا ہے لیکن حقیقت میں اُن کی اصل 50 کے قریب ہی مختلف نسلیں پائی جاتی تھیں۔

نوح نے تمام جانوروں کو کشتی میں کس طرح رکھا؟

''اور جانوروں کی ہر قسم میں سے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لینا کہ وہ تیرے ساتھ جیتے بچیں۔ وہ نر اور مادہ ہوں۔'' (پیدائش 6 باب 19 آیت)

نظریہ تخلیق کے حامی محقق جان ووڈ موریپ اپنی کتاب Noah's Ark: A Feasibility Study میں تجویز کرتے ہیں[4] کہ خُدا کی بنائی ہوئی مخلوقات کو طوفان کی بدولت ناپید ہونے سے بچانے کے لئے خُدا کو کشتی میں قریباً 16,000 جانداروں کو سوار کروانے کی ضرورت تھی۔ اُس کشتی میں تمام قسم کے جانداروں کو بھرنے کی ضرورت نہیں تھی اور نہ ہی خُدا نے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ اُس میں صرف وہی جانور سوار کئے گئے تھے جو ہوا میں سانس لیتے ہیں جن میں زمین پر رہنے والے جاندار، رینگنے والے جاندار اور اُڑنے والے جاندار شامل تھے۔ آبی جاندار جیسے کہ وہیل اور دیگر مچھلیاں وغیرہ اور بہت سے جل تھلیے طوفان کے بعد اُس پانی میں مناسب تعداد میں زندہ بچ گئے ہونگے۔ اِس سب کے بعد کشتی پر سوار ہونے والے جانوروں کی تعداد گھٹ کر کافی کم ہو جاتی ہے۔

ایک اور وجہ جسکی بدولت کشتی میں جانوروں کے لئے بہت زیادہ جگہ کی ضرورت نہیں تھی یہ ہے کہ نوح کے دور میں ایک ہی طرح کے جانوروں کی بہت ساری قسمیں موجود نہیں تھیں جیسے کہ ہم آج کے دور میں دیکھتے ہیں۔ اُس وقت موجود ایک ہی جانور کی بہت ساری قسموں کے والدین ہی کو کشتی میں سوار کروانے کی ضرورت تھی تاکہ زمین کو دوبارہ سے آباد کیا جا سکے۔[5] مثال کے طور پر اُس وقت نوح کو کشتی میں صرف کتے کے دو جوڑوں کی ہی ضرورت تھی جن سے آج کے دور کے بے شمار قسموں کے کتے پیدا ہوئے ہیں۔

تخلیق کے حامیوں کے اندازے کے مطابق جانوروں کی چند ہزار سے لیکر زیادہ سے زیادہ 35000 اقسام کو کشتی پر سوار کروانے کی ضرورت تھی، لیکن اگر بائبل میں بیان کی جانے والی جنس موجودہ دور کی جانوروں کی خاندانی زمرہ بندی جیسی ہی ہے تو پھر تو شاید دو ہزار کے قریب ہی جانوروں کو کشتی پر سوار کروانے کی ضرورت تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، نوح نے بہت بڑے اور بالغ جانوروں کو کشتی میں نہیں سوار کیا ہوگا۔ اُس نے یقیناً کم سن اور نابالغ جانوروں کو کشتی میں سوار کیا ہوگا، تاکہ اُن کے وسیلے طوفان کے بعد زمین کو دوبارہ سے آباد کیا جا سکے۔ اِن چھوٹے جانوروں کو غالباً کم جگہ درکار تھی، اُنہیں کھانا بھی کم چاہیے تھا اور پھر وہ کشتی پر فضلہ بھی کم ہی کرتے ہونگے۔

اگر ہم محتاط اندازہ لگاتے ہوئے ایک ہاتھ کی لمبائی کو 18 انچ (46 سینٹی میٹر) تصور کریں تو جان وُوڈ موریپ کے اخذ کردہ نتائج کے مطابق کشتی کے تینوں درجوں (منزلوں) کا آدھے سے بھی کم حصہ جانوروں کو اُس کشتی میں رکھنے کے لئے چاہیے تھا۔[6] اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کشتی میں جانوروں کو سوار کرنے کے بعد بھی خوراک، پانی اور بہت سارے دیگر لوگوں کے سامان کی بھی جگہ موجود تھی۔

نوح نے تمام جانوروں کی کشتی میں دیکھ بھال کیسے کی؟

جس طرح خدا بڑے مافوق وفطرت طریقے سے جانوروں کو نوح کے پاس کشتی میں لایا، اُسی طرح اُس نے لازماً اُنہیں اِس عظیم واقعے کے حوالے سے تیار بھی کیا ہوگا۔ تخلیق پر یقین رکھنے والے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اُس دوران خُدا نے جانوروں کو سرما خوبی (موسمِ سرما میں سو جانے) کی صلاحیت دی ہوگی جیسے کہ ہم آجکل جانوروں میں دیکھتے ہیں اور اُسکی بدولت وہ اِس طوفان کے دوران زیادہ تر عرصہ غنودگی کی حالت میں رہے ہونگے۔ بہت سارے جانور قدرتی آفات کے دوران ایسی حکمت عملی اپناتے ہیں جو ایسے حالات میں اُنکی بقاء کے لئے قدرتی طور پر اُنکی ذات کا حصہ ہوتی ہے اور اُن کے لئے مددگار ہوتی ہے۔ پس یہ قدرے ممکن ہے کہ بہت سارے جانور سرما خوبی میں چلے گئے ہوں اور خُدا نے قدرتی طور پر اُنکی اِس حالت کو مزید بڑھا دیا ہو۔

ہو سکتا ہے کہ یہ مافوق الفطرت طور پر کیا گیا کوئی کام یا پھر بڑی بڑی لہروں پر ڈولتی کشتی میں گوشہ نشینی اور اندھیرے کا ردعمل ہو۔ جیسے کہ خُدا نے نوح کو بتایا تھا کہ وہ اُس کشتی میں کوٹھریاں (عبرانی میں ''کِن'' بمعنی گھونسلے) تیار کرے (پیدائش 6 باب 14 آیت)، اِس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ تمام جانور نوح کے مطیع تھے اور اپنے آشیانوں میں بسیرہ کر رہے تھے۔ خُدا نے نوح کو جانوروں کے لئے خوراک بھی لینے کا حکم دیا تھا (پیدائش 6 باب 21 آیت)، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اِس پورے سال کے عرصے میں کسی طرح کے 'کومے یعنی بے ہوشی' کی حالت میں نہیں تھے۔

اگر ہم اُس کشتی پر جا کر اُسکو دیکھ پاتے تو ہم لازماً اُس کشتی پر پانی اور خوراک کے ذخیرے اور ہر طرح کی باسلیقہ تقسیم کے نظام کو دیکھ کر بہت حیران ہوتے۔ جیسے کہ وُوڈ موریپ اپنی تصنیف Noah's Ark: A Feasibility Study میں بیان کرتا ہے کہ آج چند کسان محدود سے علاقے میں ہزاروں کی تعداد میں مویشی اور دیگر جانور پال سکتے ہیں اِس کو ذہن میں رکھتے ہوئے کوئی بھی شخص با آسانی اُن سب اوزاروں اور تکنیکوں کا اندازہ لگا سکتا ہے جو اُس کشتی میں سوار چند لوگ اُن تمام جانوروں کو خوراک پہنچانے اور اُن کے فضلے کو وہاں سے ہٹانے کے لئے بروئے کار لاتے تھے۔

جیسے کہ وُوڈ موریپ اِس چیز کی نشاندہی کرتا ہے اُن آٹھ لوگوں کو کشتی پر سوار قریباً 16000 جانوروں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے کسی قسم کے خاص اوزاروں کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اگر اُن کو ایسے کچھ اوزاروں کی ضرورت ہوتی بھی تو، وہ اوزار یا ہتھیار خودکار طریقے سے کیسے کام کر پاتے ہونگے؟ اِس کے لئے ہر طرح کے ممکنات موجود ہیں۔ پینے کے پانی اور فضلے کو ایک جگہ سے دوسرے مقام پر لے جانے والے نظام کے بارے میں کیا خیال ہے جسے ہم آجکل گریوٹی فیڈ سسٹم کہتے ہیں۔ یا تازہ ہوا کے حصول کے لئے ہوا یا لہروں کے بل پر کام کرنے والا سادہ سا کوئی نظام ترتیب دیا جا سکتا ہے، اناج کو جانوروں کے کھانے کے لئے بکھیرنے والی کسی سادہ سی مشین کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اِن سب چیزوں کے لئے کسی قسم کی کوئی اعلیٰ ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں تھی جو قدیم ادوار میں موجود نہ ہو۔ پھر بھی اُن قدیم ادوار کے لوگوں کی مہارت اور قابلیت نوح اور طوفان سے پہلے کے لوگوں سے قدرے کم ہی تھی۔

ایک طوفان کیونکر ہر زندہ چیز کو تباہ کر سکتا ہے؟

''اور سب جانور جو زمین پر چلتے تھے پرندے اور چوپائے اور جنگلی جانور اور زمین پر کے سب رینگنے والے جاندار اور سب آدمی مر گئے۔ اور خشکی کے سب جاندار جن کے نتھنوں میں زندگی کا دم تھا مر گئے۔ (پیدائش 7 باب 21-22 آیات)

نوح کا طوفان کسی بھی طرح کے چالیس روزہ بارش کے طوفان سے کہیں زیادہ تباہ کن تھا۔ کلام مُقدس ہمیں بتاتا ہے کہ ''بڑے سمندر کے سب سوتے'' پھوٹ نکلے۔ دوسرے الفاظ میں زلزلے آئے، آتش فشاں پھٹے، پگھلے ہوئے لاوے کے چشمے پھوٹے اور ابلتا ہوا پانی زمین کی تہوں سے بڑی قوت اور دھماکہ خیز انداز کیساتھ نکل پڑا۔ اور یہ چشمے اور اُس طوفان کے دوران 150 دنوں تک ایسے عجیب اور شدید قسم کے دھماکوں کا سلسلہ نہیں رکا—اور زمین پر پانی کے اندر ان سب چیزوں کی وجہ سے پانچ مہینوں تک جیسے مدھانی چل رہی تھی۔ طوفان کا دورانیہ کافی زیادہ تھا اور نوح اپنے خاندان کیساتھ ایک سال سے بھی تھوڑے زیادہ عرصے تک اُس کشتی پر رہا تھا۔

موجودہ دور کے مقامی سیلاب، آتش فشاں اور زلزلے — جو اگرچہ بہت بڑے پیمانے پر اِس زمین اور اِس پر موجود زندگی کے لئے انتہائی تباہ کن اور خطرناک ہوتے ہیں— نسبتاً اُس عالمگیر طوفان سے جس کی وجہ سے اُس دور کی پوری دُنیا تباہ ہوئی تھی بہت ہی چھوٹے اور معمولی ہیں۔ (2 پطرس 3 باب 6 آیت)۔ وہ سب جانور اور انسان جو اُس وقت کشتی پر سوار نہیں ہوئے تھے اُس طوفان کے پانی کی وجہ سے تباہ ہو گئے—اور کئی ملین جانوروں کے اجسام فوسلوں کی صورت میں محفوظ ہو گئے تھے جیسا کہ ہم آج کے دور میں اُنہیں دیکھتے ہیں۔

ایسے بڑے طوفان میں یہ کشتی کیسے بچی رہی؟

بائبل میں کشتی کی بناوٹ کا بیان بہت ہی مختصر ہے—پیدائش 6 باب 14-16 آیات۔ اِن آیات میں کشتی کی بناوٹ کے حوالے سے بشمول اُس کے طول و عرض بہت ہی مختصر سی معلومات ہیں، لیکن نوح کو غالباً اِس سے کہیں زیادہ تفصیلی معلومات فراہم کی گئی ہونگی۔ بائبل میں دیگر چیزوں کی تعمیر کے حوالے سے خُدا کی طرف سے بہت زیادہ تفصیلی ہدایات دی گئی تھیں جیسے کہ موسیٰ کو ملنے والی خیمہ اجتماع اور عہد کے صندوق کے حوالے سے ہدایات اور حزقی ایل کی رویا میں ہیکل کے متعلق ہدایات۔

بائبل یہ قطعاً نہیں کہتی کہ نوح کی کشتی ایک مستطیل نما ڈبہ تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کلام کشتی کی شکل کے بارے میں اُسکی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کے علاوہ کوئی بھی تفصیلات ہمیں مہیا نہیں کرتا۔ بحری جہازوں کو ایک لمبے عرصے تک اُن کے اصل ڈھانچوں کی طرف اشارہ کئے بغیر اسی طرح بیان کیا جاتا رہا ہے۔ موسیٰ کشتی کے لئے ایک بہت ہی غیر واضح اصطلاح ''تیبہ'' استعمال کرتا ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اصطلاح بعد میں اُس ٹوکری کے لئے بھی استعمال ہوئی ہے جس میں ننھے موسیٰ کو ڈال کر اُسکی ماں نے دریا میں بہا دیا تھا (خروج 2 باب 3 آیت)۔ ابھی اِن دونوں میں سے ایک تو بہت ہی بڑا بحری جہاز تھا اور دوسری بید کی شاخوں کی بنی ہوئی معمولی سی ٹوکری۔ دونوں پانی کے اندر زندگی کی حفاظت کے لئے تیرتی رہیں اور دونوں ہی اوپر سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ لیکن اِن دونوں کی مماثلت بس یہیں تک ہے۔ ہم اِس بات کے بارے میں بڑے پر یقین ہو سکتے ہیں کہ جس ٹوکری میں موسیٰ کو دریا میں بہایا گیا تھا وہ نوح کی کشتی کے حجم، تناسب اور شکل کی نہیں تھی، اور اُس وقت کی ایسی مصری ٹوکریاں گول ہوا کرتی تھیں۔ غالباً ''تیبہ'' کے معنی ہیں زندگی بچانے والی کشتی۔

کئی سالوں تک نظریہ تخلیق کے حامی سادہ طور پر نوح کی کشتی کی تصویر کشی ایک مستطیل شکل کے بڑے ڈبے کی سی کرتے رہے ہیں۔ ایسی شکل نے اُس کے پتوار کے خم وغیرہ کی الجھن میں پڑے بغیر اُس کشتی کے حجم کی تصویر کشی کرنے میں مدد کی۔ اور اِس کی وجہ سے اُس کشی کے حجم یا جسامت کا دیگر بحری جہازوں کیساتھ موازنہ کرنے میں بھی مدد ملی۔ لمبائی کے اُس چھوٹے پیمانے کو استعمال کرتے ہوئے اُس پر زیادہ سے زیادہ جانوروں کی مختلف اقسام کو رکھتے ہوئے جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں نظریہ تخلیق کے حامیوں نے اِس بات کا مظاہرہ کیا ہے کہ اُس کشتی پر بڑی آسانی سے جانوروں کی ہر قسم کے جانور بائبل میں مذکورہ تعداد کے مطابق رکھے جا سکتے تھے۔[7] اُس وقت جانوروں کی تعداد کے مطابق جگہ کا مسئلہ سرفہرست تھا اور باقی سب باتیں دوسرے درجے کی سمجھی جاتی تھیں۔

بہر حال تحقیق کے دوسرے مرحلے میں سمندر کے اندر سلامتی سے محفوظ رہنے (سمندر کے اندر جانوروں کے رویے اور آرام)؛ اُس کشتی کی طاقت اور استحکام کے بارے میں چھان بین کی گئی۔ اِس تحقیق کا آغاز کوریا میں ایک بین الاقوامی نوعیت کے جہازوں پر تحقیق کرنے والے ادارے KRISO کے زیرِ اہتمام 1992 میں ہوا۔[8] KRISO کے 9 محققین کی رہنمائی ڈاکٹر ہونگ نے کی جو کہ اب اُس ریسرچ سنٹر کے ڈائریکٹر جنرل ہیں۔

اِس مطالعاتی تحقیق نے اِس بات کی تصدیق کی کہ وہ کشتی 98 فٹ (30 میٹر) اونچی لہروں کا سامنا کرنے کے قابل تھی اور اُسکا ڈھانچہ، ساخت، حجم اور تناسب غیر معمولی حالات کے لئے نہایت موزوں تھے—اور اِس بات کا اعتراف ڈاکٹر ہونگ کی طرف سے ہونا بہت ہی دلچسپی کی بات ہے کیونکہ وہ ارتقائی نظریات کے حامی تھے اور کھلے عام یہ دعویٰ کرتے تھے کہ زندگی کا آغاز پانی کے اندر ہوا۔[9] اِس تحقیقی مطالعے میں تجزیات، لہروں کے ماڈل کے ٹیسٹ اور بحری جہاز کے معیاروں کو اکٹھا کیا گیا اور اِس سب کیساتھ طرزِ فکر بالکل سادہ تھا کہ: بائبل میں مذکورہ کشتی کا موازنہ اُس جیسے 12 دیگر بحری جہازوں کیساتھ کیا جائے جن کا حجم تو اتنا ہی ہو لیکن اُنکی لمبائی، چوڑائی یا گہرائی مختلف ہو۔ اِس سب میں اُس کشتی کی تین خصوصیات کا مشاہدہ کیا گیا تھا—یعنی کشتی کا استحکام، اُس کے ڈھانچے کی مضبوطی اور اُس کے اندر آرام دہ رہنے کا امکان۔

1992 کے کورین مطالعے میں احاطہ کی جانے والی بحری جہاز کی خصوصیات

اگرچہ نوح کی کشتی اِن سب خصوصیات میں عام متوسط درجے کی ثابت ہوئی لیکن اُس کا ڈیزائن بہترین بحری جہازوں جیسا تھا۔ دوسرے الفاظ میں اُس کے ہر حصے کا تناسب اُس کی ساخت کے اندر ضروری اور بڑی احتیاط کیساتھ رکھے گئے مناسب توازن کی نشاندہی کرتا تھا جو اُس کے مختلف حصوں میں تناسب کو غلط انداز سے تبدیل کرنے کی وجہ سے ختم ہوسکتا تھا۔ اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ جدید بحری جہازوں کے پتواروں اور بناوٹ کا تناسب بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسا تناسب بہت ہی کامیابی کے ساتھ بڑا کارگیر ثابت ہوا ہے۔

یہاں اِس بات پر غور کرنا ایک دلچسپ بات ہوگی کہ یہ مطالعہ اس دعوے کو بے معنی اور غلط قرار دیتا ہے کہ پیدائش کی کتاب مسیح سے چند صدیاں پہلے تحریر ہوئی تھی اور اِس کی بنیاد گلگامیش کی افسانوی داستان تھی۔ اُس افسانے کے مطابق بابلی کشتی مکعب نما تھی جو حقیقت سے بالکل ہٹ کر ہے اور کورین تحقیق کے مطابق ایسی مکعب نما کشتی کی ساخت کسی چھوٹے ترین بحری جہاز کے ڈھانچے کے قریب ترین بھی نہیں ہے ۔ لیکن ہم گلگامیش جیسے طوفان کے دیگر قصوں میں ایسی غلطیوں کی توقع رکھتے ہیں کیونکہ نوح کے طوفان کی کہانی جب بہت ساری تہذیبوں یا ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی گئی تو مختلف معاشروں میں اُسے توڑ مروڑ کر یا اُس میں کئی چیزوں یا اضافہ کا کمی کر کے پیش کیا جاتا رہا۔

لیکن ابھی ایک اور راز باقی تھا۔ کورین مطالعاتی تحقیق نے اِس بات کو قطعاً نہیں چھپایا تھا کہ کچھ چھوٹے پتواروں والے جہازوں نے بائبل میں بیان کی جانے والی نوح کی کشتی سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اِس پر مزید کام اِس باب کے مصنف ٹم لویٹ اور، بحری چیزوں کے فن تعمیر کے دو ماہرین جم کنگ اور ڈاکٹر ایلن میکوسن نے کیا اور اُنہوں نے اپنی پوری توجہ جہاز کے رخ کے پھرنے ـــــ یعنی لہروں کے زور کی وجہ سے اُس کے مڑنے پر دی۔

آپ یہ کیسے جان پاتے ہیں کہ اُس وقت کی لہریں کیسی تھیں۔ اگر اُس وقت لہریں بالکل نہیں تھیں تو پھر اُس کشتی کی حالت کے مستحکم ہونے اور اُس کی طاقت و مضبوطی بالکل غیر ضروری ہوگی، اور اسی طرح اُس کی ساخت اور تناسب سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایسی صورت میں ایک چھوٹا پتوار زیادہ بہتر رہے گا کیونکہ اُس پر لکڑی بھی کم لگے گی اور اُسے تیار کرنے میں کام بھی کم کرنا پڑے گا۔ بہرحال ہمیں اُس کشتی کے تناسب سے کئی ایک چیزوں کا سراغ ملتا ہے۔ کورین مطالعاتی تحقیق نے یہ بات فرض کر لی تھی کہ اُس وقت لہریں چاروں طرف سے آ رہی تھیں جس کی وجہ سے چھوٹے ترین پتواروں کی کارکردگی بہتر لگی تھی۔ لیکن حقیقی سمندر کے اندر عام طور پر لہروں کا ہوا کی وجہ سے ایک نمایاں رخ ہوتا ہے جو چھوٹے اور چوڑے پتوار کے لئے موزوں ہوتا ہے۔

ایک اور طرح کی لہر بھی ہے جو اُس طوفان کے دوران نوح کی کشتی پر اثر انداز ہوسکتی تھی ـــــ یعنی سونامی۔ زلزلے ایسے سونامی پیدا کر سکتے ہیں جو ساحلی علاقوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیتے ہیں۔ بہرحال جب سونامی گہرے پانی میں ہوتے ہیں تو بحری جہاز پر اُنہیں محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ نوح کے طوفان کے دوران پانی یقیناً بہت گہرا ہوگا ـــــ ابھی دُنیا کے سمندروں میں اتنا پانی ہے کہ اگر اُسے اِس زمین پر پھیلایا جائے تو 1.7 میل (2.7 کلومیٹر) گہرا پانی ساری زمین کو ڈھانپ لے۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ ''اور کشتی زمین پر سے اُٹھ گئی۔'' (پیدائش 7 باب 17 آیت)۔ سیلاب کے بڑھتے ہوئے پانی سے اوپر اُٹھ جانے کی وجہ سے وہ کشتی یقیناً ساحلی علاقوں میں ہونے والی ابتدائی تباہی سے محفوظ رہی ہوگی، اور پانی کے بہت گہرے ہو جانے کی وجہ سے اپنے سارے سفر میں سونامی کی تباہ کاری سے بھی محفوظ رہی ہوگی۔ کافی مہینے اُس سمندر نما پانی میں گزارنے کے بعد خُدا نے وہاں پر ہوا چلائی (پیدائش 8 باب 1 آیت)، جن کی وجہ سے غالباً بڑی بڑی لہریں پیدا ہوئی ہونگی، کیونکہ تیز اور متواتر ہوا کی بدولت ایسی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ کھلے پانی کے اندر کئے گئے تجربات اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ پانی کے دھاروں کی وجہ سے بہتے ہوئے جہاز کا رخ لہروں کی وجہ سے لازمی بدل جاتا ہے۔ جب کسی جہاز کی اطراف سے لہریں ٹکراتی ہیں تو نوح کی کشتی کی مانند بڑے، بحری جہاز ناخوشگوار صورتحال میں پھنس جاتے ہیں اور اگر موسم بہت خراب ہو تو اُنہیں کئی قسم کے خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ اِس صورتحال پر بہرحال اُس صورت میں قابو پایا جا سکتا ہے جب جہاز اپنے اگلے حصے یعنی قوس رُو سے ہوا کو چیرتا ہے (پیدائش 8 باب 1 آیت) اور اُس کا پچھلا حصہ یعنی دنبالہ پانی میں ہو ـــــ یعنی جہاز بادنما کی طرح اپنے آپ کو ہوا کیساتھ صف بستہ کرے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن خصوصیات سے ماضی کے بہت سارے جہازوں کے ڈیزائن متاثر تھے۔

جب کشتی کو بڑی لہروں کا سامنا ہوتا ہے تو اُس کے بحری جہاز جیسے تناسب کی وجہ سے نہ صرف اُسکا سفر آرام دہ ہوتا ہے بلکہ وہ مکمل طور پر قابو میں بھی رہتی ہے۔ ایسے میں کشتی ہوا کیساتھ آہستہ آہستہ چلتی ہے اور اُسے خود سے رفتار بڑھانے کی ضرورت نہیں ہوتی، بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ نوح کی کشتی پانی کی سطح پر تیرتی تھی (پیدائش 7 باب 18 آیت)۔

بحری جہاز کی طرح کے قوس رُو (سامنے کے حصے) اور دنبالے (پچھلے حصے) کے مقابلے میں کسی جہاز یا کشتی کے دونوں سرے اگر سیدھے ہوں تو وہ زیادہ مضبوط نہیں ہوتا۔ ایسی شکل کے جہاز کو پانی میں اتارتے ہوئے یا ساحل سمندر کے نزدیک لاتے ہوئے ٹوٹ پھوٹ یا نقصان کا خدشہ رہتا ہے اور اُس پر سفر کرنا بھی آرام دہ نہیں ہوتا۔ اب چونکہ بائبل میں نوح کی کشتی کے حوالے سے بیان کردہ ڈھانچے کا تناسب ایک حقیقی بحری جہاز جیسا ہے پس اِس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پھر اُسے ایک حقیقی بحری جہاز کی طرح نظر آنا اور کام بھی کرنا چاہیے۔ ذیل میں دیا گیا نمونہ دراصل بائبل میں بیان کردہ تفصیلات، حقیقی زندگی کے تجربات اور علم آثارِ قدیمہ کے قدیم دور کے جہازوں کے بارے میں ثبوت کی روشنی میں نوح کی کشتی کو قابل فہم بنانے کی کوشش ہے۔

اب جبکہ کلامِ مُقدس ہوا کو چیرنے والے قوس رُو کا ذکر نہیں کرتا، اور پیدائش کی کتاب میں ہمیں دیا گیا مختصر بیان نہ تو پینے کے پانی کا ذکر کرتا ہے، نہ جانوروں کی تعداد کا اور یہ کہ وہ سب اُس کشتی میں سے باہر کس طرح آئے۔ لہذا ذیل میں جو نمونہ نوح کی کشتی کی تصویر کشی کرنے کے لئے دیا گیا ہے وہ کہیں پر بھی کلامِ مقدس کی تردید نہیں کرتا، اِس کے برعکس یہ نمونہ دکھاتا ہے کہ کیسے خُدا کا کلام بالکل درست ہے۔

1: ہوا کو چیرنے کے لئے

ہوا کی وجہ سے آنے والی بڑی لہریں ایک ڈولتے ہوئے جہاز کو خطرناک انداز سے موسم کے حالات کے مطابق موڑ سکتی ہیں۔ بہرحال ایسی لہروں میں جب جہاز کا قوس رُو یعنی اگلا حصہ ہوا کے خلاف مزاحمت کا کام کرتا ہے تو جہاز کو تیز ہوا کے دوران بھی بحفاظت چلایا جاسکتا ہے۔ اِس عمل کے زیادہ موثر ہونے کے لئے یہ مزاحمت اتنی بڑی اور مضبوط ہونی چاہیے جو لہروں کی طرف سے جہاز کے رخ کو تبدیل کرنے کے اثر پر غالب آسکے۔ اگرچہ بہت سارے نمونے اِس کے لئے موثر ہو سکتے تھے جو ممکنہ تصور یہاں پر پیش کیا گیا ہے جہاز کے قوس (اگلے حصے) کے بڑا اور اونچا ہونے کا عکس پیش کرتا ہے جو قدیم بحری جہازوں کے ڈھانچے میں نمایاں دیکھا جاسکتا ہے۔

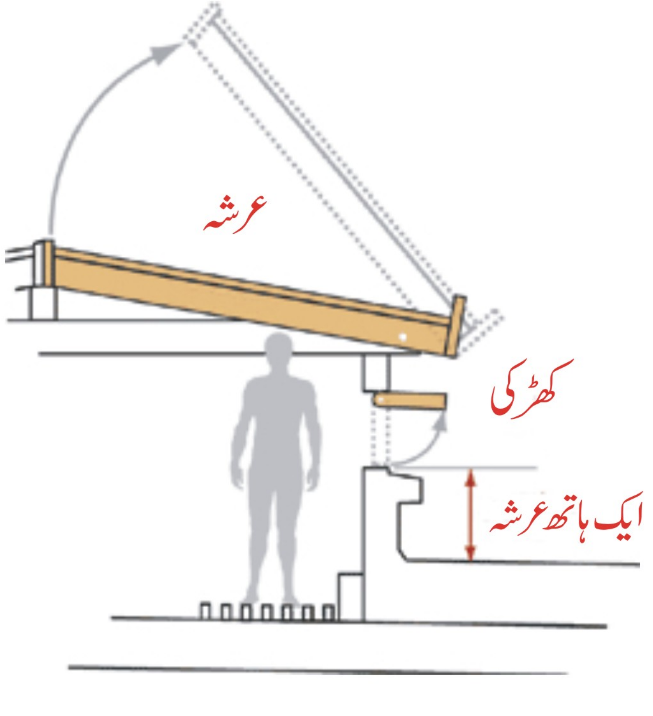

2: ایک ہاتھ اونچی اور اوپر کی طرف

بحری جہاز کے عرشے کے اوپر کسی بھی طرح کے کھلنے والے حصے کیساتھ دیوار کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ پانی کو جہاز کے اندر آنے سے روکا جاسکتے، خاص طور پر اُس وقت جب جہاز گھومتا ہے۔ یہاں پر کی گئی تصویر کشتی میں ایک کھڑکی کو ایک ہاتھ اونچی اور اوپر کی طرف کھلنے والی دکھایا گیا ہے جیسا کہ پیدائش 6 باب 16 آیت میں ہم پڑھتے ہیں۔ چھت کے روشن دان کے مرکزی مقام کا انتخاب دوپہر کی روشنی کے انعکاس کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ اِس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کھڑکی کے بالکل ایک ہاتھ بڑی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ روشن دانوں کی چھت کشتی میں روشنی کی شعاعیں پہنچانے کی خاصیت رکھنے والی ہو، یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ روشن دانوں کی چھت کھل جانے والی ہو (جو غالباً یہ بات سمجھنے میں ہماری مدد کرتی ہے کہ نوح نے کشتی کی چھت کھولی۔) اگرچہ اِس سب کے حوالے سے کئی ایک تجاویز اور تبدیلیاں ممکن ہیں، جہاز کے کٹہرے (عرشے) کے بغیر کھڑکی کا تصور کسی طرح سے اِن سب باتوں کا کوئی منطقی حل پیش نہیں کرتا۔

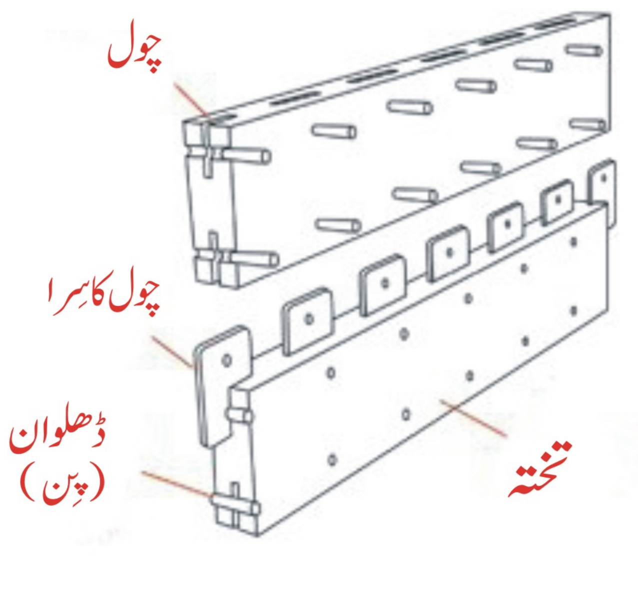

3: چولوں اور تختوں کے سروں کو جوڑنا (بٹھانا)

قدیم دور میں جہاز بنانے والے اکثر پہلے جہاز کا بیرونی ڈھانچہ بنایا کرتے تھے (جنہیں جہاز کی اطراف میں لگے پترے کہا جاتا تھا) اور اُس کے بعد اندرونی فریم بنایا جاتا جسے عام طور پر جہاز کی پسلیاں کہا جاتا تھا۔ یہ طریقہ یورپی جہاز سازی کے بالکل برعکس ہے جہاں پر پہلے اندرونی ڈھانچہ بنایا جاتا تھا اور بیرونی تختوں کو بعد میں لگایا جاتا تھا۔ ڈھانچے کی ابتدائی تعمیر کے دوران تختوں کا کسی نہ کسی طریقے سے ایک دوسرے سے جڑا ہونا ضروری ہے۔ کچھ تو تختوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر کیلوں یا گٹیوں سے اُنہیں جوڑتے تھے، جبکہ کئی اور تختوں کو بڑی مہارت کیساتھ ایک دوسرے کیساتھ جوڑ کر رسیوں کی مدد سے باندھ دیتے تھے۔ قدیم یونانیوں کا جہاز سازی کا طریقہ انتہائی پیچیدہ تھا جس میں وہ تختوں کو ہزاروں طرح کی چولوں اور کیلوں کیساتھ باہم قفل بند کرتے تھے۔ ایسی صورت میں بننے والا جہاز اتنا مضبوط ہوتا تھا کہ اُسے کسی دوسرے جہاز میں بھی دے مارنے سے اُس کا بہت ہی کم نقصان ہوتا تھا اور یہ اتنا ہلکا بھی ہوتا تھا کہ اُس کا عملہ ہی اُسے گھسیٹ کر ساحل کیساتھ لگا سکتا تھا۔ اگر یونانی یسوع سے چند صدیاں پہلے یہ سب کرنے کی قابلیت رکھتے تھے تو دھاتوں کے زبردست قسم کے ہتھیار بنانے والے توبلقائن کے تھوڑا عرصہ بعد آنے والا نوح کیا کچھ نہیں کر سکتا تھا؟

4: ڈھلوانیں

ڈھلوانیں جہاز کی ایک منزل یا عرشے سے دوسرے تک مختلف جانوروں اور بھاری اشیاء کو لے جانے کے لئے بہت مددگار ہوتیں ہیں۔ جہاز کے اندر ڈھلوانیں بنانے کی وجہ سے، بہت دفعہ جہاز کے عرشوں کے ضروری شہتیروں یا لٹھوں کو بھی نہیں کاٹنا پڑتا اور اکثر یہ ڈھلوانیں جہاز کے مرکز سے ہٹ کر ایسی جگہ پر بنائی جاتی ہیں جہاں پر دباؤ زیادہ نہ ہو۔ (ڈھلوانیں بنانے کی وجہ سے جہاز کے اگلے یا عقبی حصے میں خالی جگہ کا موثر استعمال بھی ہو جاتا ہے۔)

5: پانی کو چیرنے کے لئے

جہاز کے ہوا کے ساتھ اپنا رخ موڑنے میں مدد کے لئے اُس کے دنبالے کو کسی ایک طرف مڑ جانے کے خلاف مزاحمت کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بالکل مستحکم پتوار کی مانند ہوتا ہے جو کسی خاص سمت میں جہاز کو لے جاتے ہوئے اُس پر قابو رکھنے میں مددگار ہوتا ہے۔ جہاز پر سمتی قابو کئی ایک طرح سے رکھا جا سکتا ہے لیکن یہاں پر ہم ایک ایسے پراسرار دنبالے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو بحیرہ روم میں چلنے والے ابتدائی بحری جہازوں میں دیکھا گیا تھا۔

اتنا سارا پانی آیا کہاں سے؟

''نوح کی عمر کا چھ سواں سال تھا کہ اُس کے دوسرے مہینے کی ٹھیک سترھویں تاریخ کو بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ اور چالیس دن اور چالیس رات زمین پر بارش ہوتی رہی۔'' (پیدائش 7 باب 11-12 آیات)

بائبل بیان کرتی ہے کہ نوح کے طوفان میں سارا پانی دو مختلف ذرائع سے آیا: زمین کے نیچے سے اور زمین کے اوپر سے۔ ظاہری طور پر زمین کے نیچے سے آنے والے پانی کا اصل ذریعہ کوئی زمین دوز حوض یا تازہ پانی کے چشمے تھے جو زمین پر آتش فشاں کے پھٹنے اور زلزلوں کے آنے کی وجہ سے کھل گئے تھے۔[10]

سارا پانی کہاں پر چلا گیا؟

''اور پانی زمین پر گھٹتے گھٹتے ایک سو پچاس دن کے بعد کم ہوا۔'' (پیدائش 8 باب 3 آیت)

اگر سادہ انداز میں کہا جائے تو طوفان نوح کا سارا پانی اُن سمندروں میں چلا گیا جن کو ہم آج دیکھتے ہیں۔ زمین کے تین حصے پانی سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ غیر مذہبی ماہرین ارضیات بھی اِس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی طور پر اِس دنیا کے سارے براعظم اکٹھے جڑے ہوئے تھے اور اُن کے درمیان سمندر نہیں تھے جیسے کہ ہم آج دیکھتے ہیں۔ وہ سب قوتیں جن کی وجہ سے یہ سارا طوفان آیا غالباً اِس زمین میں ایسی بڑی تبدیلی لانے کے لئے کافی تھیں۔[11]

کلام اِس طرف اشارہ کرتا ہے کہ خُدا نے سمندر گہرے بنائے اور خشک زمین کو اُبھارا تا کہ طوفان کا پانی واپس گہری جگہ پر چلا جائے (کچھ ماہرین الٰہیات مانتے ہیں کہ زبور 104 اِس طرف اشارہ کرتا ہے)۔ نظریہ تخلیق کے حامی کچھ سائنسدان یہ مانتے ہیں کہ براعظموں کا ٹوٹ کر علیحدہ علیحدہ ہونا اُن سارے عوامل کا حصہ تھا جن کی وجہ سے دراصل یہ طوفان آیا تھا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جنھوں نے پیدائش 10 باب 25 آیت کی بناء پر یہ اندازہ لگایا ہے کہ براعظموں کی تقسیم فلج کے دور میں ہوئی تھی۔ بہر حال اُس وقت بیان کی جانے والی تقسیم کا تعلق بابل کے برج کے دور میں زبانوں میں اختلاف پڑنے کی وجہ سے سب لوگوں کی تقسیم سے ہے (پیدائش 10-11 ابواب)۔ پس یہاں پر سیاق و سباق زبانوں میں اختلاف اور اُسکی بناء پر لوگوں کے تقسیم ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ زمین کے حصوں (براعظموں) کے تقسیم ہونے کا۔

اگر فلج کے دور میں براعظموں کے اِس بڑے پیمانے پر ایک دوسرے سے دور ہونے کا عمل وقوع پذیر ہوا تھا تو اُس کے لئے ایک اور عالمگیر طوفان کی ضرورت تھی۔ بائبل اشارہ کرتی ہے کہ ارارط کے پہاڑ موجود تھے جن پر نوح کی کشتی آ کر ٹکی تھی، پس یہ بات اِس طرف اشارہ کرتی ہے کہ زمین کے نیچے کی انڈین آسٹریلوی پلیٹس اور یوریشیائی (یورپ اور ایشیاء کی) پلیٹیں پہلے ہی آپس میں ٹکرا چکی تھیں جس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ فلج کے دور سے پہلے ہی براعظموں کی تقسیم ہو چکی تھی۔

کیا نوح کا طوفان عالمگیر تھا؟

''اور پانی زمین پر بہت ہی زیادہ چڑھا اور سب اونچے پہاڑ جو دُنیا میں ہیں چھپ گئے۔ پانی اُن سے پندرہ ہاتھ اور اوپر چڑھا اور پہاڑ ڈوب گئے۔'' (پیدائش 7 باب 19-20 آیات)

آج کل بہت سارے مسیحی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نوح کے دور میں آنے والا طوفان محض علاقائی طوفان تھا۔ لوگ علاقائی طوفان پر عام طور پر اِس لیے ایمان رکھتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے ہر طرف مقبول عام زمین کی ارتقائی تاریخ کے نظریے کو تسلیم کر لیا ہوا ہے جو کئی ملین سالوں کے دورانیے میں فوسلوں کی تہوں کی تشریح زندگی کے سلسلہ وار ظہور کے طور پر کرتے ہیں۔ کسی دور میں سائنسدان پانی کے ساتھ بہنے والے چٹانی رسوب، کیچڑ اور ریت میں دبے ہوئے فوسلوں کو کسی بہت بڑے سیلابی طوفان کا نتیجہ خیال کرتے تھے۔ وہ جو یہ مانتے ہیں کہ یہ فوسل کئی ملین سالوں کے عرصے میں بتدریج جمع ہوئے ہیں اپنی اِس سوچ کی وجہ سے عالمگیر طوفان کے ثبوت کو تاویل کر کے اُڑا دیتے ہیں۔ اور اِسی طرح کئی سمجھوتہ کرنے والے مسیحی بھی عالمگیر طوفان کی بجائے طوفان کے علاقائی اور محدود ہونے پر اصرار کرتے ہیں[12]

لادین عالمین نوح کے طوفان کے عالمگیر ہونے کے ممکنات کا انکار کرتے ہیں۔ اگر وہ بائبلی نقطہ نظر سے دیکھیں گے تو اُنہیں عالمگیر طوفان کے بے شمار شواہد ملیں گے۔ جیسے کہ کسی نے ایک بار یہ طنزاً کہا تھا کہ ''مَیں اِس کو دیکھ نہ پاتا اگر مَیں اِس پر ایمان نہ لایا ہوتا۔'' وہ جو فوسلوں کے مختلف تہوں میں جمع ہونے کے حوالے سے ارتقائی ادوار کو قبول کرتے ہیں وہ آدم کے گناہ میں گرنے اور پھر اُس سب کے خطرناک نتائج کو بھی پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ وہ اُن فوسلوں کو جن میں بیماریوں، دکھ تکالیف اور موت کی نشاندہی ہوتی ہے آدم اور حوا کے گناہ میں گرنے اور اِس زمین پر موت اور مصیبتیں لانے سے بھی پہلے رکھ کر پیش کرتے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے وہ یسوع مسیح کی موت اور مردوں میں سے جی اُٹھنے کی اہمیت کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔ اور ایسی صورتحال خُدا کے اپنی کامل تخلیق کے بیان کے سارے معنی کو ختم کر دیتی ہے جس نے اپنی ساری تخلیق کے اختتام پر کہا تھا کہ ''بہت اچھا ہے!''

اگر اُس طوفان کی وجہ سے صرف میسوپتامیہ کا علاقہ ہی متاثر ہوا تھا جیسا کہ کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں تو پھر ایسے میں نوح کو اتنی بڑی کشتی بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ پہاڑوں کی دوسری طرف نقل مکانی کرتے ہوئے اُس طوفان سے بچ سکتا تھا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر وہ طوفان مقامی تھا تو جو لوگ اُس علاقے کے قرب و جوار میں نہیں تھے جہاں پر وہ طوفان آیا تھا اُن کی زندگی پر اُس طوفان کا کچھ اثر نہ ہوتا۔

اور اِس طرح سے وہ خُدا کی عدالت سے بھی بچ جاتے جو کہ بائبل کی تعلیم کے مطابق ایک غلط تصور ہے۔

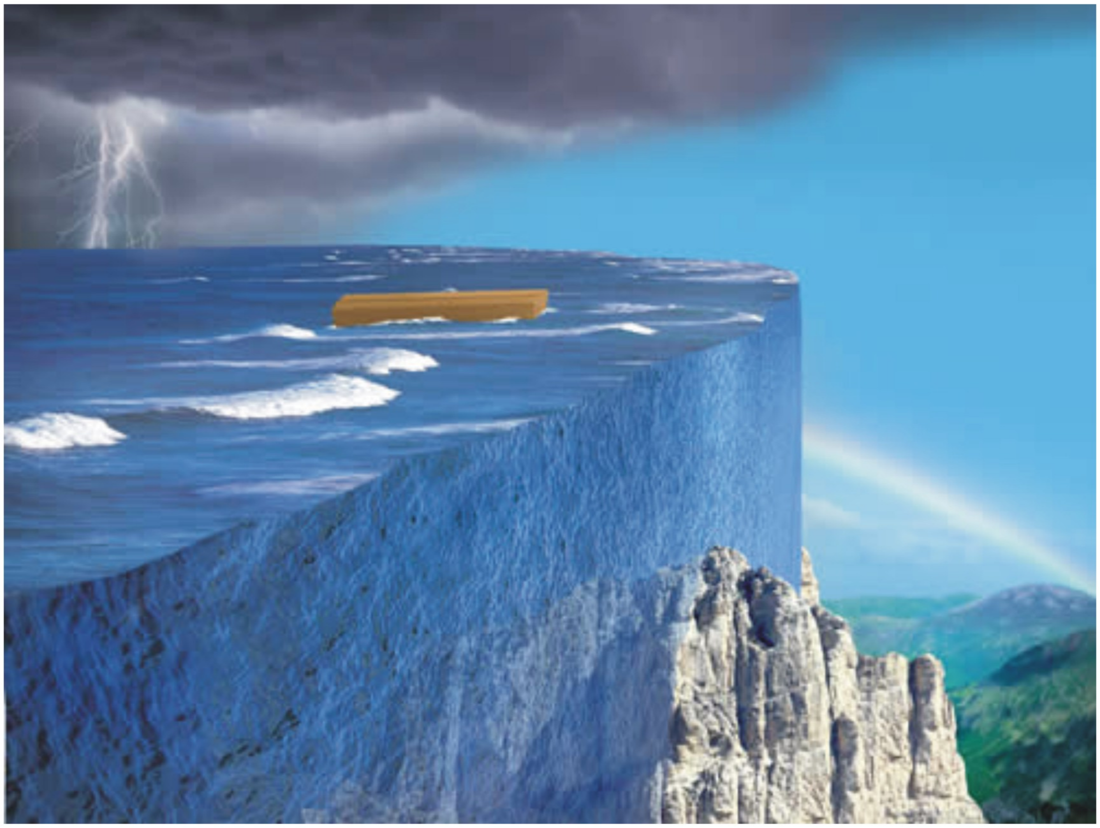

اِس سب کیساتھ ساتھ یسوع خود یہ بات مانتا تھا کہ کشتی پر سوار ہونے والے لوگوں کے سوا اُس طوفان میں دُنیا کے سب لوگ مارے گئے۔ اور یہ بھی سوچیں کہ جب یسوع دُنیا کے سب لوگوں پر آنے والی خُدا کی عدالت کو اُس عدالت کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جو نوح کے دور میں آئی تھی (متی 24 باب 37-39 آیات) تو اِس سے اُسکا کیا مطلب ہے۔ 2 پطرس 3 باب میں بھی اِس دُنیا پر آگ کی بدولت آنے والی خُدا کی عدالت کو نوح کے طوفان کے ذریعے آنے والی خُدا کی عدالت کیساتھ مشابہت دی گئی ہے۔ اگر نوح کے دور میں خُدا کی جزوی عدالت آئی تھی تو پھر آنے والی دور میں بھی عدالت جزوی ہی ہوگی۔

اور اگر وہ سیلابی طوفان علاقائی ہی تھا تو پھر پانی پہاڑوں کے بھی 20 فٹ (6 میٹر) اوپر کیسے چڑھ سکتا تھا (پیدائش 7 باب 20 آیت)؟ پانی ہمیشہ اپنی سطح کو ہموار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ پانی ایک جگہ پر اتنا اونچا ہوجائے کہ پہاڑوں کو ڈھانپ لے اور دیگر نزدیک نشیبی مقامات کی طرف نہ بہے۔ اب جس پہاڑ کو ہم مونٹ ایورسٹ کے نام سے جانتے ہیں اُس وقت وہ بھی پانی سے ڈھکا ہوا تھا،[13] اور غالباً طوفان کے بعد یا اُس کے دوران ہی یہ مزید ابھر کر اتنا اونچا ہوا تھا۔ اگر سمندروں کے گہرے حوضوں کو اوپر اُٹھایا جائے اور پہاڑوں کو ہموار کرنے نیچے کر دیا جائے تو اِس دُنیا میں موجود پانی کی 1.7 میل (2.7) کلومیٹر گہری تہہ زمین کو ڈھانپ لے گی۔[14] ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ اگر سمندروں اور پہاڑوں کی سطح کو ہموار کر کے برابر کر دیا جائے تو پھر کشتی مونٹ ایورسٹ جیسے پہاڑوں کی اونچائی پر نہیں ہوگی اِس لئے اُس میں موجود لوگوں کو سانس لینے کے لئے آکسیجن ماسک وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

اور بھی بہت ساری باتیں ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ طوفان محض علاقائی طوفان تھا تو اِس صورت میں تو خُدا بہت دفعہ اپنا کیا ہوا وعدہ توڑ چکا ہے۔ پیدائش کی کتاب کے بیان کے مطابق خُدا نے بادلوں میں قوس قزح کو ظاہر کیا اور اُسے اپنے وعدے کی علامت قرار دیا کہ اُس کے بعد وہ کبھی کوئی ایسا طوفان نہ بھیجے گا۔ ہم اپنے موجودہ دور میں بہت ہی بڑے بڑے علاقائی طوفان آتے ہوئے دیکھتے ہیں (مثال کے طور پر بنگلہ دیش کا طوفان)؛ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اُس کے بعد دُنیا میں کبھی بھی کوئی عالمگیر طوفان نہیں آیا جس کی وجہ سے اِس دُنیا سے زندگی کا مکمل خاتمہ ہوگیا ہو۔

زمین کے اوپر نوح کے طوفان کے بارے میں شواہد کہاں پر پائے جاتے ہیں؟

’’وہ تو جان بوجھ کر یہ بھول گئے کہ خُدا کے کلام کے ذریعہ سے آسمان قدیم سے موجود ہیں اور زمین پانی سے بنی اور پانی میں قائم ہے۔ اِن ہی کے ذریعے سے اُس زمانہ کی دُنیا ڈوب کر ہلاک ہوئی۔‘‘ (2 پطرس 3 باب 5-6 آیات)

نوح کے طوفان کے آنے کے متعلق شہادتیں ہم سمندر کی تہہ سے لیکر پہاڑوں کی چوٹیوں تک پر دیکھ سکتے ہیں۔ چاہے آپ کار، ریل گاڑی یا جہاز سے سفر کریں، زمینی قطعات کے طبعی خدوخال آبی دروں اور آتش فشاں پہاڑوں کے دہانوں سے لیکر کوئلے کی تہوں اور غاروں تک بڑے واضح طور پر ماضی کی کسی تباہ کن آفت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ طبق کی کچھ پرتیں تو ایک براعظم سے دوسرے تک پھیلی ہوئی ہیں جو کسی بہت ہی بڑے تباہ کن طوفان کے اثرات کو ظاہر کرتی ہیں۔

زمین کی پرت میں اب بھی رسوبی چٹانیں ایک موٹی تہہ کی صورت میں موجود ہیں اور کہیں کہیں پر تو یہ کئی میل (کلومیٹر) موٹی ہے۔ مٹی، ریت اور چٹانی رسوب کی زیادہ تر ایسی پرتیں پانی کی وجہ سے بنی ہیں——اِن میں سے زیادہ تر ابتدائی طور پر کیچڑ کی مانند تھیں لیکن اب جم کر سخت پتھروں کی شکل اختیار کرگئی ہیں۔ ان رسوبی چٹانوں کے غلاف میں کئی بلین مردہ چیزیں (جانوروں اور درختوں کے فوسل) ہیں جو طوفان کی بدولت یک دم چٹانی رسوب میں دب گئے تھے۔ عالمگیر طوفان کے ایسے شواہد پوری دُنیا میں ہر کسی کا چہرہ تک رہے ہیں۔

نوح کی کشتی آج کہاں ہے؟

''اور ساتویں مہینے کی سترھویں تاریخ کو کشتی اراراط کے پہاڑوں پر ٹک گئی۔'' (پیدائش 8 باب 4 آیت)

نوح کی کشتی پہاڑوں پر ٹکی تھی۔ اِن پہاڑوں کے قدیم نام مشرق وسطیٰ کے کئی علاقوں کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں جیسے کہ ترکی کا اراراط کا پہاڑی سلسلہ، یا اُس کے ساتھ کے کئی دوسرے پہاڑ جو ہمسایہ مما لک میں موجود ہیں۔ اراراط کے پہاڑ برف سے ڈھکے ہوئے ہیں اور اس وجہ سے بھی بہت سارے لوگوں میں ان کے متعلق دلچسپی بڑھ گئی ہے اور اِس کے علاوہ کئی لوگوں نے اُن پہاڑوں پر کشتی کو دیکھنے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ بہت سے مہم جو افراد اور گروہوں نے اُس کشتی کو وہاں پر تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابھی تک ہمیں اُن پہاڑوں پر اُس کشتی کے اصل مقام یا اُس کے وجود کے موجود ہونے کی کوئی حتمی شہادت نہیں ملی، نوح کی کشتی قریباً 4,500 سال قبل اُن میں سے کسی پہاڑ پر آ کر ٹکی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ کشتی انحطاط پذیر ہوگئی ہو، تباہ ہوگئی ہو یا پھر نوح اور اُس کی اولاد نے اُسکی باقیات کو اپنے کاموں کے لئے استعمال کرلیا ہو۔

کچھ سائنسدان اور بائبلی عالمین اِس امکان پر ایمان رکھتے ہیں کہ اُس کشتی کو خُدا کی طرف سے کسی طرح سے محفوظ کر دیا گیا ہوگا——اور ہوسکتا ہے کہ وہ الٰہی انتظام کے ذریعے سے مستقبل میں ظاہر ہوتا کہ انسانوں کو خُدا کی ماضی کی عدالت کیساتھ ساتھ مستقبل کی عدالت کے بارے میں بھی آگاہی دی جا سکے، اگر چہ ایسا ہی دیگر چیزوں جیسے کہ عہد کے صندوق اور بائبلی ادوار کے سکوں کے حوالے سے بھی کہا جاسکتا ہے۔ یسوع نے کہا ہے کہ ''۔۔۔جب وہ موسیٰ اور نبیوں ہی کی نہیں سنتے تو اگر مُردوں میں سے کوئی جی اُٹھے تو اُسکی بھی نہ مانیں گے۔'' (لوقا 16 باب 31 آیت)

کشتی کی اب تک بقاء مافوق الفطر مداخلت کے بغیر ممکن نہیں، لیکن کلام مقدس میں نہ تو اِس بات کا وعدہ کیا گیا ہے اور نہ کلام مُقدس ایسی کسی بات کی توقع رکھتا ہے۔ بہر حال اُس کی بقاء کے بارے میں جاننے کی کوشش کرنا ایک اچھا خیال ہے۔

خُدا نے اپنی ہی بنائی ہوئی دُنیا کو کیوں تباہ کر دیا؟

''اور خُدا نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اُس کے دل کے تصور اور خیال سدا بُرے ہی ہوتے ہیں۔ مگر نوح خُداوند کی نظر میں مقبول ہوا۔'' (پیدائش 6 باب 5، 8 آیات)

یہ آیات خود ہی سب کچھ بیان کرچکی ہیں۔ زمین پر موجود ہر ایک انسان کے تصور اور خیالات سدا بُرے تھے اور انسان اُنہی کی پیروی کر رہے تھے، لیکن نوح خُدا کی نظر میں راستباز ہونے کی وجہ سے اپنی بیوی اور اپنے تین بیٹوں اور اُنکی بیویوں کے ساتھ خُدا کی اُس عدالت سے بچ گیا۔ انسان کی بدی کے نتیجے کے طور پر خُدا نے اِس زمین پر اپنا قہر اُنڈیلا اور اُس پر موجود سب انسانوں کی عدالت کی۔ اگر چہ وہ بتا ہی بہت ہی زیادہ سخت تھی لیکن اُس سے بچنے کے لئے کسی بھی زندہ انسان کے پاس کوئی وجہ یا عذر نہیں تھا۔

خُدا نے اُس طوفان کو اُن لوگوں کو جو اُس پر ایمان رکھتے ہوں ایسے لوگوں سے جو اُس پر ایمان نہیں رکھتے علیحدہ کرنے اور اُنکی تقدیس کرنے کے لئے بھی بھیجا۔ انسانی تاریخ اور بائبل کے اندر یہ سلسلہ مختلف اوقات میں چلتا ہی رہا ہے: علیحدگی، تقدیس، عدالت اور نجات۔ خُدا اور کلام مقدس کے حقیقی علم اور فہم کے بغیر جو کہ انسانی تاریخ کے بارے میں مستند آگاہی دیتا ہے، انسان اپنی جہالت کی وجہ سے بار بار وہی غلطیاں دہراتا ہے۔

یسوع کس طرح سے نوح کی کشتی کی مانند ہے؟

''کیونکہ ابنِ آدم کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔''(متی 18 باب 11 آیت)

خُدا کا بیٹا ہونے کے ناطے خُداوند یسوع مسیح نوح کی کشتی کی مانند ہے۔ یسوع کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے کے لئے آیا۔ بالکل اُسی طرح جیسے نوح اور اُس کے خاندان کی خُدا نے حفاظت کی اور وہ کشتی کے وسیلے اُس عظیم طوفان سے بچائے گئے، جو کوئی یسوع پر اپنے خُداوند اور نجات دہندہ کے طور پر ایمان لاتا ہے وہ بنی نوع انسان پر آنے والی اُس عظیم مصیبت اور خُدا کی آخری عدالت سے بچایا جائے گا، اور اُس آگ سے محفوظ رہے گا جو آخری دنوں میں اِس زمین کو جلا کر تباہ کر دے گی (2 پطرس 3 باب 7 آیت)۔

نوح اور اُس کے خاندان کو اُس طوفان کے دوران اپنی جانیں بچانے کے لئے کشتی پر سوار ہونے کے لئے ایک دروازے میں سے گزرنا پڑا، اور اُن کے کشتی پر سوار ہونے کے بعد پیچھے خُدا نے خود اُس دروازے کو بند کیا (پیدائش 7 باب 16 آیت)۔ اِسی طرح سے ہمیں بھی ایک ایسے ہی دروازے میں سے گزرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم بچ جائیں اور ابدی طور پر خُدا سے دور نہ ہو جائیں۔ خُدا کا بیٹا خُداوند یسوع مسیح ہماری تاریخ میں داخل ہوا تاکہ ہم سب انسانوں کے گناہوں کا جو خُدا سے بغاوت کئے ہوئے ہیں کفارہ دے۔ یسوع نے کہا ہے کہ ''دروازہ مَیں ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا اور اندر باہر آیا جایا کرے گا اور چارہ پائے گا۔''(یوحنا 10 باب 9 آیت)

اقتباسات و کتابیات

1. The cubit was defined as the length of the forearm from elbow to fingertip. Ancient cubits vary anywhere from 17.5 inches (45 cm) to 22 inches (56 cm), the longer sizes dominating the major ancient constructions. Despite this, even a conservative 18 inch (46 cm) cubit describes a sizeable vessel.

2. For the evidence, see Dr. Donald Chittick, The Puzzle of Ancient Man, Creation Compass, Newberg, Oregon, 1998. This book details evidence of man’s intelligence in early post-Flood civilizations.

3. For some remarkable evidence that dinosaurs have lived until relatively recent times, see chapter 12, “What Really Happened to the Dinosaurs?” Also read The Great Dinosaur Mystery Solved, New Leaf Press, Green Forest, Arkansas, 2000. Also visit www. answersingenesis.org/go/dinosaurs.

4. J. Woodmorappe, Noah’s Ark: A Feasibility Study, Institute for Creation Research, Santee, California, 2003.

5. Here’s one example: more than 200 different breeds of dogs exist today, from the miniature poodle to the St. Bernard—all of which have descended from one original dog “kind” (as have the wolf, dingo, etc.). Many other types of animals— cat kind, horse kind, cow kind, etc.—have similarly been naturally and selectively bred to achieve the wonderful variation in species that we have today. God “programmed” this variety into the genetic code of all animal kinds—even humankind! God also made it impossible for the basic “kinds” of animals to breed and reproduce with each other. For example, cats and dogs cannot breed to make a new type of creature. This is by God’s design, and it is one fact that makes evolution impossible.

6. Woodmorappe, Noah’s Ark: A Feasibility Study, 16.

7. To read a thorough study on this research, see Noah’s Ark: A Feasibility Study by John Woodmorappe (see Ref. 4).

8. Hong, et al., Safety Investigation of Noah’s Ark in a seaway, TJ 8(1):26–36, April 1994. www.answersingenesis.org/tj/v8/i1/noah.asp.

9. Seok Won Hong, Warm greetings from the Director-General of MOERI (former KRISO), Director-General of MOERI/KORDI, www.moeri.re.kr/eng/about/about.htm.

10. For deeper study on this, please see Nozomi Osanai, A Comparison of Scientific Reliability, A comparative study of the flood accounts in the Gilgamesh Epic and Genesis, www.answersingenesis.org/go/gilgamesh.

11. See chapter 14 by Dr. Andrew Snelling for more details on this subject.

12. For compelling evidence that the earth is not billions of years old, read The Young Earth by Dr. John Morris and Thousands ... not Billions by Dr. Don DeYoung; also see www.answersingenesis.org/go/young.

13. Mount Everest is more than 5 miles (8 km) high. How, then, could the Flood have covered "all the mountains under the whole heaven?" Before the Flood, the mountains were not so high. The mountains today were formed only towards the end of, and after, the Flood by collision of the tectonic plates and the associated up-thrusting. In support of this, the layers that form the uppermost parts of Mt. Everest are themselves composed of fossil-bearing, water-deposited layers. For more on this, see Chapter 14 on catastrophic plate tectonics.

14. A.R. Wallace, Man's Place in the Universe, McClure, Phillips & Co, New York, 1903, 225–226; Www.wku.edu/~smithch/wallace/S728-3.htm.

2016© جملہ حقوق بحق Answers in Genesis محفوظ ہیں!